السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

غیر مسلم کا داخلہ اور تقریر مسجد میں

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

غیر مسلم کا داخلہ اور تقریر مسجد میں

پچھلے دنوں دہلی اورلاہورکی جامع مسجدوں میں مسلموں کے ساتھ غیر مسلموں نے بھی تقریریں کیں وہ تقریریں کس مضمون کی تھیں اورکس کی نہ تھیں اس سے ہمیں مطلب نہیں ان کے ایسا کرنے پرمذہبی دنیا میں سوال ہیدا ہوا کہ آیا ازروئے مذہب اسلام ہونا ایسا ہونا جائزہے کہ کوئی غیر مسلم مسجد میں آکر منبریا مکبر پر تقریر کرے چونکہ یہ ایک مذہبی سوال تھا اس لئے مذہبی جرائد نے اس کے جوابات پر توجہ کی چنانچہ رسالہ معارف میں ایک مضمون مولوی ابوالکلام صاحب آزاد کا لکھا ہوا ہے نکلاجس میں موصوف نے بڑی طوالت سے بحث کرکے ثابت کیا کہ ایسا ہونا جائز ہے مضمون مذکورمیں دلائل حدیثیہ اورتاریخیہ سے استدلال کیا ہے جن میں سے بعض دلائل قریب الماخذ اور بعض بعید بھی ہیں مگر مجموعی طورپر دلائل کافی ہیں میرے نزدیک اس دعوے پرایک ہی دلیل کافی ہے جو نص صریح اس پر ہوسکتی ہے جس کی تفصیل یہ ہے صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں اورکفارمکہ میں معاہدہ ہوا اس معاہدہ میں یہ بھی داخل ہواکہ بنی خزاعہ مسلمانوں کے حلیف میں اور بنی بکرکفار عرب کے حلیف ہوں گے اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ دونوں حلیف آپس میں لڑپڑیں تو مسلمان اورکفارمکہ اپنےاپنے حلیف کی دوسرے کے برخلاف مددنہ کریں گے توعہد شکنی ثابت ہوجائے گی چند دنوں کے بعد بنی خزا حلیف مسلماناں اور بنی بکر حلیف مشرکین میں جنگ ہوگئی تو مشرکوں نے بنی بکرکی حمایت کی اس کی اطلاع بنی خزاعہ نے مدینہ شریف پہنچ کر دربار رسالت میں پہنچا دی تو آنحضرت ﷺ نے تیاری کا ارادا کیالتنے میں مشرکین مکہ کو خبر ہوئی توبقابلہ مسلماناں اپنی کمزوری محسوس کرکے ان کی طرف سے ابوسفیان مدینہ شریف آیاتاکہ گذاشتہ فعل پرمذامت کا اظہار کرکے آئندہ کےلئے تجدید عہد کرے اس غرض کےلئے حضرت ابوبکر کے پاس بغرض سفارش کرانے گیا۔ انہوں نے انکارکیا حضرت عمر کے پاس گیاوہ بھی منکر رہے حضرت عثمان کے پاس گیا وہ بھی نہ مانے آخر حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے پاس گیا بہت منت سماجت خوشامد کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں سفارش تو نہیں کرسکتا مگرایک تجویز بتاتا ہوں کہ تم کھڑے ہوکرپکاردوکہ میں نے فریقن میں معاملہ کو سلجھا دیا اورامن امان کرادیا ہے اس کے آگے بالاتفاق مؤرخین کے الفاظ یہ ہیں۔

فقام ابوسفيان فى المسجد فتاويٰ الاانى قداجرت بين الناس (ابن خلدون بقيہ الجزلثانی ص ٤٣ تاریخ طبري ج ٣ ص ١١٣ رتاریخ کال ابن اثیر ج ٢ ص ١٦ تاریخ ابن ہشام برحاشیہ زادالمعادج ٤ ص ٢٣٩ تاریخ خمیس ج ٤ ص ٨٧ وغیرہ

(اس فقرے کا ترجمہ مولانا شبلی مرحوم کی سیرۃ نبوی میں یوں کیا گیا ہے ''بالاآخرابوسفیان نے حضرت علی کے ایما سے مسجد نبوی میں جاکراعلان کردیاکہ میں نے معاہدہ کی تجدید کردی۔'' (ص ٣٧٤

یہ واقعہ ایسا ہے کہ کل مورخین نے اسے نقل کیا ہے اس سے یہ تیجہ صاف برآمد ہوتا ہے غیر مسلم مسجد میں اپنے مطلب کی بات بھی کہہ سکتا ہے گووہ مسلمانوں بلکہ ان کے امام کے منشاء کے بھی خلاف ہوکجا یہ مسلمانوں کے منشاء کے خلاف نہ ہواسلام ایسا تنگ مذہب نہیں ہے کہ اپنی عبادت گاہ میں غیر مسلموں کو آنے یا آنے پر بولنے کی اجازت نہ دے بلکہ اسلام توایسا وسیع الحوصلہ مذہب ہے کہ غیر مسلموں کواپنی مساجد میں اپنے طریق پر بھی نماز پڑہنے کی اجازت دیتا ہے چنانچہ نجران کے عسائیوں کو مسجد نبوی میں اپنی عبادت اداکرنے کی اجازت خود حضور ﷺ نے بخشی اورانہوں نے اپنے طریق پر نمازپڑھی معالم التنزیل وغیرہ حالانکہ یہ لوگ مذہبی مناظرہ کرنے آئے تھے ثابت ہواکہ غیر مسلم کا مسجد میں منبر پریا مکبر پہنچے یااوپر تقریر کرنا شریعت اسلام میں منع نہیں ہے اللہ اعلم۔

اظہارافسوس

اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کا یہ عمل کہ غیروں کو بھی مسجد نبوی ﷺ میں نماز کی اجازت دیں اوروہ اپنے طریق پر خلاف طریق اسلام نمازپڑھیں مگر مسلمانوں کی یہ کفیت ہے کہ معمولی سے فردعی اختلاف پرایک فریق دوسرے کو مسجد میں نماز پڑہنے سے روکیں اورفتاوے شائع کریں کہ فلاں فرقے کا ہماری مسجد میں نماپڑہنا ممنوع ہے جس کی زندہ مثال آج کل لاہور مسجد بیگم شاہی میں ملتی ہے آہ کیا سچ ہے

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ

ترا کے میسر شود ایں مقام کہ بادوستانت خلاف وست جنگ

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد2ص750

محدث فتویٰ